۱۸؍ اکتوبر ۱۹۰۷ء

خطبہ جمعہ

تشہد اور تعوذ کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَاتَجَسَّسُوْا وَ لَایَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا اَ یُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ (الحجرات:۱۳)

اور پھر فرمایا:۔

بعض گناہ ہوتے ہیں کہ وہ اور بہت سے گناہوں کو بلانے والے ہوتے ہیں۔ اگر ان کو نہ چھوڑا جائے تو ان کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص کے بتوں کو تو توڑا جائے مگر بت پرستی کو اس کے دل سے دور نہ کرایا جاوے۔ اگر ایک بت کو توڑ دیا تو اس کے عوض سینکڑوں اور تیار ہو سکتے ہیں۔ مثلاً صلیب ایک پیسہ کو آتی ہے۔ اگر کسی ایک کی صلیب کو توڑ ڈالیں تو لاکھوں اور بن سکتی ہیں۔ غرض جب تک

شرارتوں اور گناہوں کی ماں اور جڑ دور نہ ہو تب تک کسی نیکی کی امید نہیں ہو سکتی اور تاوقتیکہ اصلی جڑ اور اصلی محرک بدی کا دور نہ ہو فروعی بدیاں بکلی دور نہیں ہو سکتیں۔ جب تک بدیوں کی جڑ نہ کاٹی جاوے تب تک وہ اور بدیوں کو اپنی طرف کھینچے گی اور دوسری بدیاں اپنا پیوند اس سے رکھیں گی۔ مثلاً شہوت بد ایک گناہ ہے۔ بد نظری' زنا' لواطت' حسن پرستی' سب اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ حرص اور طمع جب آتا ہے تو چوری' جعلسازی' ڈاکہ زنی' ناجائز طور سے دوسروں کے مال حاصل کرنے اور طرح طرح کی دھوکہ بازیاں سب اسی کی وجہ سے کرنی پڑتی ہیں۔ غرض یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ بعض باتیں اصل ہوتی ہیں اور بعض ان کی فروعات ہوتی ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے وہ کوئی حقیقی اور سچی نیکی ہرگز نہیں کر سکتے اور وہ کسی کامل خلق کا نمونہ نہیں دکھا سکتے کیونکہ وہ کسی صحیح نتیجہ کے قائل نہیں ہوتے۔ میں نے بڑے بڑے دہریوں کو مل کر پوچھا ہے کہ کیا تم کسی سچے اخلاق کو ظاہر کر سکتے ہو اور کوئی حقیقی نیکی عمل میں لا سکتے ہو تو وہ لاجواب سے ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہمارے زیر علاج بھی ایک دہریہ ہے۔ میں نے اس سے یہی سوال کیا تھا تو وہ ہنس کر خاموش ہو گیا تھا۔ ایسے ہی جو لوگ قیامت کے قائل نہیں ہوتے وہ بھی کسی حقیقی نیکی کو کامل طور پر عمل میں نہیں لا سکتے۔ نیکیوں کا آغاز جزا سزا کے مسئلہ سے ہی ہوتا ہے۔ جو شخص جزا سزا کا قائل نہیں ہوتا وہ نیکیوں کے کام بھی نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے اس قسم کے الفاظ سے مجھے رنج پہنچتا ہے وہ کسی کی نسبت ویسے الفاظ کیوں استعمال کرنے لگا۔ یا جو شخص اپنی لڑکی سے بد نظری اور بدکاری کروانا نہیں چاہتا اور اسے ایک برا کام سمجھتا ہے وہ دوسروں کی لڑکیوں سے بد نظری کرنا کب جائز سمجھتا ہے۔ ایسے ہی جو اپنی ہتک کو برا خیال کرتا ہے وہ دوسروں کی ہتک کبھی نہیں کرتا۔

بہرحال یہاں اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچنے کا ایک گر بتایا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ایماندارو! ظن سے بچنا چاہئے کیونکہ بہت سے گناہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِيَّاكُمْ وَ الظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ (بخاری کتاب الوصایا)۔ ایک شخص کسی کے آگے اپنی ضرورتوں کا اظہار کرتا ہے اور اپنے مطلب کو پیش کرتا ہے۔ لیکن اس کے گھر کی حالت اور اس کی حالت کو نہیں جانتا اور اس کی طاقت اور دولت سے بے خبر ہوتا ہے۔ اپنی حاجت براری ہوتے نہ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر شرارت کی اور میری دستگیری سے منہ موڑا۔ تب محض ظن کی بنا پر اس جگہ جہاں اس کی محبت بڑھنی چاہئے تھی' عداوت کا بیج بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ ان گناہوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے جو عداوت کا پھل ہیں۔ کئی

لوگوں سے میں نے پوچھا ہے کہ جب تم نے میرا نام سنا تھا تو میری یہی تصویر اور موجودہ حالت کا ہی نقشہ آپ کے دل میں آیا تھا یا کچھ اور ہی سماں اپنے دل میں آپ نے باندھا ہوا تھا۔ تو انہوں نے یہی جواب دیا ہے کہ جو نقشہ ہمارے دل میں تھا اور جو کچھ ہم سمجھے بیٹھے تھے وہ نقشہ نہیں پایا۔ یاد رکھو بہت بدیوں کی اصل جڑ سوء ظن ہوتا ہے۔ میں نے اگر کبھی سوء ظن کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے میری تعلیم فرمادی کہ بات اس کے خلاف نکلی۔ میں اس میں تجربہ کار ہوں اس لئے نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوء ظنیوں سے بچو۔ اس سے سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت بڑھتی ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے وَ لَا تَجَسَّسُوْا تجسّس نہ کرو۔ تجسّس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کسی کی نسبت سوء ظنی کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کرلیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب مل جاویں اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے اور یہ خیال کرکے کہ اس کی نسبت میں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کا کیا جواب دوں گا' اپنی بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسّس کرتا ہے۔

اور پھر تجسّس سے غیبت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے فرمایا اللہ کریم نے وَ لَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا۔ غرض خوب یاد رکھو کہ سوء ظن سے تجسّس اور تجسّس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے۔ اور چونکہ آجکل ماہ رمضان ہے اور تم لوگوں میں سے بہتوں کے روزے ہوں گے اس لئے یہ بات میں نے روزہ پر بیان کی ہے۔ اگر ایک شخص روزہ بھی رکھتا ہے اور غیبت بھی کرتا ہے اور تجسّس اور نکتہ چینیوں میں مشغول رہتا ہے تو وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے جیسے فرمایا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ۔ اب جو غیبت کرتا ہے وہ روزہ کیا رکھتا ہے وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مردہ بھائی کے گوشت کے۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ہی ایسا بدآدمی ہوتا ہے جو اپنے مردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے۔ مگر یہ کباب ہر ایک آدمی نہیں دیکھ سکتا۔ ایک صوفی نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی۔ تب اس سے قے کرائی گئی تو اس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں جن سے بو بھی آتی تھی۔

یاد رکھو یہ کہانیاں نہیں۔ یہ واقعات ہیں۔ جو لوگ بدظنیاں کرتے ہیں وہ نہیں مرتے جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سن لیتے۔ اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور درد دل سے کہتا ہوں کہ غیبتوں کو چھوڑ دو۔ بغض اور کینہ سے اجتناب اور بکلی پرہیز کرو اور بالکل الگ تھلگ رہو۔ اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔ میری نہ کوئی جاگیر مشترکہ ہے' نہ کوئی مکان مشترکہ ہے۔ میرا کوئی معاملہ دنیا کا کسی سے مشترکہ

نہیں۔ اسی طرح میں اوروں پر قیاس کرتا ہوں کہ وہ بھی یہاں آکر الگ تھلگ ہوں گے اور اگر کچھ معمولی سی شراکت ہوگی بھی تو کوشش کرنے سے بالکل الگ رہ سکتے ہیں۔ انسان خود بخود اپنے آپ کو پھندوں میں پھنسالیتا ہے ورنہ بات سہل ہے۔ جو لڑکے دوسروں کی نکتہ چینیاں اور غیبتیں کرتے ہیں اللہ کریم ان کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی میں کوئی غلطی دیکھو تو خدا تعالیٰ سے اس کے لئے دعا کرو کہ وہ اس کی غلطی نکال دیوے اور اپنے فضل سے اس کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دیوے۔ یاد رکھو اللہ کریم تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ہے۔ وہ معاف کردیتا ہے۔ جب تک انسان اپنا نقصان نہ اٹھائے اور اپنے اوپر تکلیف گوارا نہ کرے کسی دوسرے کو سکھ نہیں پہنچا سکتا۔ بد صحبتوں سے بکلی کنارہ کش ہو جاؤ۔ خوب یاد رکھو کہ ایک چوہڑی یا لوہار کی بھٹی یا کسی عطار کی دوکان کے پاس بیٹھنے سے ایک جیسی حالت نہیں رہا کرتی۔ ظن کے اگر قریب بھی جانے لگو تو اس سے بچ جاؤ کیونکہ اس سے پھر تجسّس پیدا ہوگا۔ اور اگر تجسّس تک پہنچ چکے ہو تو پھر بھی رک جاؤ کہ اس سے غیبت تک پہنچ جاؤ گے۔ اور یہ ایک بہت بری بداخلاقی ہے اور مردار کھانے کی مانند ہے۔

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (الحجرات:۱۳) تقویٰ اختیار کرو اور پورے پورے پرہیزگار بن جاؤ۔ مگر یہ سب کچھ اللہ ہی توفیق دے تو حاصل ہوتا ہے۔ ہم تو انباروں کے انبار ہر روز معرفت کے پیش کرتے ہیں۔ گو فائدہ تو ہوتا ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ بہت فائدہ ہو اور بہتوں کو ہو۔ خدا تعالیٰ توفیق عنایت فرماوے۔ آمین۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۹---۳۱/ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۸-۹)

☆-☆-☆-☆